تاریخ ساز شخصیت

اعلیٰ حضرت احمد رضاں خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ شاہ تراب الحق قادری

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تاریخ ساز شخصیت ارباب علم ودانش کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان کی قرآن فہمی علم حدیث پران کی گہری نظر علوم اسلامیہ اور علوم جدیدہ وقدیمہ پران کی حیرت انگیز دسترس ان کی اب تک کی شائع شدہ تصانیف سے ابھر کر سامنے آئی ہیں جوان کی قد آور شخصیت کے اعلیٰ مقام کومزید اجاگر کرتی ہیں۔

ان کی شخصیت کا اندازہ لگانے کیلئے امام احمد رضا کی ولادت کے وقت اور اس وقت کے سیاسی' معاشرتی اور علمی ماحول کا جاننا ضروری ہے۔ وہ ۱۸۵۷ء سے ایک سال قبل پیدا ہوئے۔ اس وقت برصغیر پاک وہند میں جو سیاسی افراتفری' طوائف الملوکی اور معاشی ابتری پھیلی ہوئی تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مسلمانوں کی معیشت اور معاشرت زبوں حالی کا شکار تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انگریزوں کی ایک طے شدہ سازش اور منصوبہ کے تحت مسلمانوں کی سلطنت کے ساتھ ساتھ ان کے دین وایمان کو بھی تباہ کیا جارہا تھا۔ مسلمانوں میں نئے نئے فرقے جنم لے رہے تھے۔ حضور ﷺ کی شان مبارکہ کو گھٹانے کی اور ان کی محبت کو جو مسلمان کے ایمان کی جان ہے دل سے نکالنے کی کوشش کی جارہی تھی اور اس سلسلے میں انگریز اور ہندو مشترکہ طور سے کام کررہے تھے۔ ادھر بین الاقوامی سطح پر یہودی اور نصرانی سازش سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے تھی جب فوجی قوت سے وہ یہ کام نہ کرسکے تو انہوں نے مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان کو تباہ کرنے کیلئے ایسے عقائد فاسدہ کا پرچار شروع کیا جن سے خاتم النبیین حضور اکرم ﷺ کی شان اور عظمت گھٹے اور مسلمانوں کے دل سے آپ کی محبت ختم ہوجائے اس کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت کو بھی متنازعہ مسئلہ بنایا گیا۔ باطل اور گستاخ فرقوں کو فروغ دینے کیلئے فنڈز اور اسلحہ فراہم کیا گیا۔ جھوٹے مدعیان نبوت کھڑے کئے گئے اور ان کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جانے لگی۔

یہ تھا وہ ماحول جس میں امام احمد رضا نے آنکھ کھولی۔ آپ نے تمام متداولہ عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کرنے کے بعد ہر محاذ پر مسلمانوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے علوم اسلامی' فقہ اور حدیث کی درس وتدریس' بے شمار موضوعات پر تصنیف وتالیف' اور علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ ہر میدان میں باطل فرقوں سے چومکھی لڑائی بھی لڑی۔ اپنی تحریر وتقریر سے عقائد باطلہ کا رد کیا۔

امام احمد رضا نے رد بدعت واصلاح رسوم کیلئے عظیم قلمی جہاد کیا۔ گستاخان رسول ﷺ کی تحریروں پر گرفت کی۔ علوم فقہ وحدیث کی ترویج واشاعت کے علاوہ ان کا عظیم کارنامہ تنقیص رسالت کے فتنے کی بیخ کنی اور ناموس رسالت کے تحفظ کی تحریک ہے۔

امام احمد رضا نے بڑی فراست ایمانی اور دلائل قرآنی کے ساتھ ان علماء کو جنہوں نے اپنی تحریروں میں ذات اقدس ﷺ کو تنقیص کا نشانہ بنایا تھا' دعوت رجوع دی' ان کو سمجھایا اللہ ورسول کا واسطہ دیا۔ مسلمانوں کے تفرقے کا خوف دلایا۔ تحریری طور پر ان کو ان کی عبارات کی طرف توجہ دلائی' مہینوں ان سے خط وکتابت کی۔ ان کو بالمشافہ گفتگو کی بھی دعوت دی تاکہ ان کی اصلاح کی کوئی صورت نکل سکے اور ان کی گستاخیوں کی وجہ سے مسلمان مزید تفرقوں اور گروہ بندیوں سے بچ سکیں۔ (بلکہ امام احمد رضا کے وصال کے بعد بھی مزید ان کے متوسلین اور معتقدین علماء نے مثلاً ان کے بڑے صاحبزادے حجتہ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان علماء اور مصنفین کو جن کی تحریروں سے تنقیص رسالت عیاں تھی دعوت مذاکرات دی) لیکن اس کے باوجود ایسے علماء کا رویہ معاندانہ رہا اور امام احمد رضا کی گرفت کی خفت مٹانے کیلئے ان کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کیا جانے لگا کہ

وہ متشدد تھے۔ بہت ضدی تھے۔ بات بات پر لوگوں کو کافر کہتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے وہ تمام خطوط جو انہوں نے گستاخ عبارتوں کے مصنفین علماء کو تحریر کیے گئے تھے آج بھی مسودہ کی صورت میں موجود ہیں اور اس زمانے کے اخبارات مثلاً "سواد اعظم" مراد آباد کی فائل میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں' اس بات پر گواہ ہیں کہ امام احمد رضا نے ان کی اصلاح کی مخلصانہ کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ رجسٹرڈ خطوط بھیج کر مہینوں ان کے جواب کا انتظار کیا۔ ان کی اصلاح کیلئے تمام عمر کوشاں رہے' بالمشافہ گفتگو کی بھی پیشکش کی مگر جب انہوں نے بالکل توجہ نہ کی اور جواب دینے اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اپنی انہی کتابوں کو گستاخانہ عبارات کے ساتھ برابر چھاپتے رہے تو امام احمد رضا نے مجبوراً ایک فقیہہ اور مفتی وقت اور حضور اکرم ﷺ کے سچے غلام کی حیثیت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور یہ تھا امام احمد رضا کا خلوص اور ان کی احتیاط کہ جب تک ان کے جواب کی توقع رہی وہ ان کی اصلاح سے مایوس نہیں ہوئے اور انہوں نے ان کے خلاف کوئی فتویٰ صادر کرنے سے گریز کیا' تمام ترکیبیں آزمالیں جب ان کی طرف سے کوئی امید نہ رہی اور انہوں نے تمام دروازے از خود بند کر دیئے' اپنی متنازعہ کتابوں کی اشاعت بھی جاری رکھی اور مل بیٹھنے پر کسی طرح تیار نہیں ہوئے تو امام احمد رضا کے پاس شرعی فیصلہ صادر کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا پھر انہوں نے اپنا دینی' ایمانی اور شرعی فرض ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

امام احمد رضا نے جن متعدد عبارت پر شرعی گرفت کی ہے ان میں سے صرف دو ملاحظہ ہوں اور آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ عبارات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے سوء ادب کا پہلو رکھتی ہیں یا نہیں اور ان میں محبوب رب العالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں انتہائی گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی ہے کہ نہیں۔

۱۔ ایک صاحب جو برصغیر پاک و ہند کے ایک بہت بڑے مدرسے کے بانی ہیں اپنی ایک کتاب میں رقمطراز ہیں کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۲۔ ایک اور صاحب جو اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ اور عالم مانے جاتے ہیں اپنے ایک رسالے میں تحریر فرماتے ہیں کہ پھر یہ کہ آپ (ﷺ) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل' اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں' تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے' ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ میں نے یہ دو مثالیں مشتے از خروارے پیش کی ہیں تا کہ اہل علم و بصیرت انصاف کی نظر سے دیکھیں۔

پہلی عبارت میں لفظ "بالفرض" پر غور کریں کیا حضور ختمی مرتبت ﷺ کے زمانے یا آپ کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کر لینے سے ختم نبوت کے عقیدے پر ضرب نہیں پڑتی ہے۔ کیا مرزا غلام احمد کذاب کے دعویٰ نبوت کو عبارت مذکور میں بیان شدہ عقیدہ سے تقویت نہیں پہنچی؟ کیا قادیانیت کو اس سے فروغ نہیں ملا؟ کیا اس کے باوجود کہا جاسکتا ہے کہ اس عبارت کا قائل حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے وابستہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر نہیں ہوا۔

اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ بالفرض کسی شخص کی ایک آنکھ پھوٹ جائے تو اس کی بینائی میں کوئی فرق نہیں آئے گا یا مثلاً یہ کہا جائے کہ بالفرض زید کی ایک ٹانگ ٹوٹ جائے تو اس کی چال میں کوئی فرق نہیں آئے گا ہر معمولی سوجھ بوجھ والا شخص بھی یہ کہے گا یہ بالکل لغو بات ہے۔ اسی طرح دوسری عبارت پر غور فرمائیں تو اس میں بھی جارحیت اور گستاخی کا عنصر صاف نظر آتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس کی نسبت کے اعتبار سے ایک نہایت قبیح گفتگو جھلکتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی ملک کے صدر یا حاکم کے متعلق یہ جملہ لکھے کہ فلاں صدر صاحب کی ذات پر صدارت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس صدارت سے مراد کائنات کے کل خطے پر صدارت مراد ہے یا بعض خطے پر' کل پر تو عقلاً نقلاً محال ہے اگر بعض پر مراد ہے تو اس میں فلاں صدر صاحب کی ہی کیا تخصیص ہے ایسی صدارت تو زید و عمر کو اپنے گھر میں بلکہ ہر ا[illegible] کو اپنے گھونسلے پر' ہر گدھے کو اپنے کھونٹے پر اور ہر لومڑی کو اپنے بھٹ پر حاصل ہے۔ لہٰذا سب کو جناب فلاں صدر صاحب کی طرح صدر مملکت کہا جائے۔

اب ذی علم حضرات بتائیں کہ اس عبارت سے صدر مملکت کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا اس میں تاویل کی گنجائش ہے؟ میں ملت

اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد سے جو شفیع المذنبین رسول اکرم ﷺ کی شفاعت اور ان کی نسبت اور تعلق کو کائنات ومافیہا سے بھی افضل سمجھتا ہے درد مندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر قسم کے تعلقات وتعصبات سے بالاتر ہوکر فیصلہ کرے کہ وہ بارگاہ اقدس جس میں گفتگو اور حاضری کے آداب قرآن مجید فرقان حمید یوں تعلیم کرتا ہے۔

۱۔ لا تقولو راعنا وقولو انظر نا

۲۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً

اس انداز تحریر اور طرز تخاطب کے لائق ہے؟ قسم ہے آپ کو پروردگار عالم کی کیا آپ میں سے کوئی شخص یہ انداز گفتگو اپنے استاد مرشدٗ والد یا کسی دوسرے لائق احترام بزرگ کے ساتھ اپنانے کی جرأت کرے گا؟ یہاں آپ یہ نہ دیکھیں کہ بات کس نے کہی ہے یا تحریر کس نے لکھی ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کہا کیا اور لکھا کیا گیا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے گستاخان رسول کی گرفت فرما کر صرف ایک فقیہ اور امام وقت کا فریضہ ہی نہیں انجام دیا بلکہ ایک سچے مومن اور عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیا اور توہین رسالت کے فتنہ کا سد باب کر کے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم ہے۔ اس کا اعتراف ان کے معاصر موافق ومخالف تمام علماء نے کیا کہ وہ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ انہوں نے امت مسلمہ کو یہ سبق دیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے سلسلہ میں ایک مسلمان کسی قسم کی مصالحت پر آمادہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ دنیا وآخرت میں اگر کوئی چیز سب سے عزیز ہوسکتی ہے تو وہ محبت رسول ﷺ اور نسبت رسول ﷺ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی اس عزیز ترین متاع کی ہر صورت میں حفاظت کریں اور ہر شخصیت کو خواہ وہ کوئی ہو اور کتنی ہی بڑی ہو اسی مرکز ثقل اور کعبۂ انجذاب یعنی ذات اقدس نبی اکرم ﷺ کے تعلق کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس عظیم محسن کی قبر پر اپنی ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

منقبت

امام احمد رضا محدّث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبدالوہاب اکرم قادری
خلیفۂ مجاز علامہ مفتی محمد توصیف رضا خاں بریلوی مدظلہٗ العالی

شریعت کا درخشندہ ستارہ اعلیٰ حضرت ہیں
وہ جس نے چہرۂ مذہب سنوارا اعلیٰ حضرتؒ ہیں

تو ان کے نام کی کیونکر ارے جپتا نہیں مالا
ہے جن کا نام مشکل میں سہارا اعلیٰ حضرت ہیں

انہیں کے دم سے باغ دیں منور اور معطر ہے
نہ ہوتے یہ تو دیں تھا پارہ پارہ اعلیٰ حضرت ہیں

علوم دین و دنیا کے جو ہر شعبے پہ ہیں ہادی
جنہیں سب نے مجدد ہی پکارا اعلیٰ حضرت ہیں

میں کیوں نہ جاؤں قرباں اس امام اہلسنت پر
ہے جن کے نام سے چرچا ہمارا اعلیٰ حضرت ہین

نگاہ مصطفیٰ ﷺ اور غوث سے یہ مرتبہ پایا
مریدوں کی نگاہوں کا اجالا اعلیٰ حضرت ہیں

ارے اکرم ابھی قربان ہوجا اس مجدد پر
کیا اسلام کو زندہ دوبارہ اعلیٰ حضرت ہیں